کیا ”آدھی گواہی“ کی کوئی حقیقت ہے؟

اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو حکم دیا ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَٱكْتُبُوهُ

”اے ایمان لانے والو! جب تم مقررہ مدت کے لئے تجارتی لین دین کروتو اسے ضبط تحریر میں لاؤ“

وَٱسْتَشْهِدُواْ شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ

”اور (اس سودے اور تحریر پر) اپنے مردوں میں سے دو کو گواہ بناؤ“

اگر ایسی صورتحال ہو کہ موقعہ پر دو مرد گواہ دستیاب نہ ہوں تو کیا کیا جائے؟ اس کا حل بتایا:

فَإِن لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَٱمْرَأَتَانِ مِمَّن تَرْضَوْنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ أَن تَضِلَّ إِحْدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَىٰهُمَا ٱلْأُخْرَىٰ

”پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالو جنہیں گواہ بنانے پر تم باہمی راضی ہو۔

(دو عورتیں اس لئے) کہ ان دونوں میں اگر ایک غافل ہو جائے تو ان دونوں میں سے دوسری تذکرہ کرے“ (حوالہ البقرۃ۔۲۸۲)

اس حکم کے متعلق ترجمہ وتفسیر یوں بیان کی جاتی ہے:

ترجمہ مولانا محمد جونا گڑھی۔تفسیر مولانا صلاح الدین یوسف۔قرآنِ کریم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس۔سعودی عرب

”اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم گواہوں میں سے پسند کرلو تا کہ ایک کی بھول چوک کو دوسری یاد دلا دے“ تفسیر! یعنی جن کی دین داری اور عدالت پر تم مطمئن ہو۔علاوہ ازیں قرآنِ کریم کی اس نص سے معلوم ہوا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ نیز مرد کے بغیر صرف اکیلی عورت کی گواہی بھی جائز نہیں سوائے ان معاملات کے جن پر عورت کے علاوہ کوئی مطلع نہیں ہوسکتا۔۔ یہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کو مقرر کرنے کی علت و حکمت ہے یعنی عورت عقل اور یاداشت میں مرد سے کمزور ہے (جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں عورت کو ناقص العقل کہا گیا ہے) اس میں عورت کے استخفاف اور فروتری کا اظہار نہیں ہے (جیسا کہ لوگ باور کراتے ہیں) بلکہ ایک فطری کمزوری کا بیان ہے جو اللہ تعالیٰ کی مشیت وحکمت پر مبنی ہے۔مُکَابَرَۃً کوئی اس کو تسلیم نہ کرے تو اور بات ہے لیکن حقائق وواقعات کے اعتبار سے یہ نا قابل تردید ہے“

[ترجمہ مولانا احمد رضا خان بریلوی۔تفسیر مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی۔کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن]

”پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہ جن کو تم پسند کرو کہ کہیں ان میں ایک عورت بھولے تو اس ایک کو دوسری یاد دلا دے“ تفسیر! مسئلہ تنہا عورتوں کی شہادت جائز نہیں خواہ وہ چار کیوں نہ ہوں مگر جن امور پر مرد مطلع نہیں ہوسکتے جیسے کہ بچہ جننا، باکرہ ہونا اور نسائی عیوب اس میں ایک عورت کی شہادت بھی مقبول ہے“

حقیقت کیا ہے؟ آیت مبارکہ میں زیر بحث معاملے کی نوعیت یہ ہے:

اِذَا تَدَا يَنْتُمْ بِدَيْنٍ

''جب تم مقررہ مدت کے لئے تجارتی لین دین کرو''

لفظ ''دَیْــن'' کے معنی یہ بتائے جاتے ہیں کہ یہ وہ قرض ہے جس کی ادائیگی کے لئے مدت مقرر کرلی جائے اور جس کے لئے مدت متعین نہ ہو وہ ''دَیْنٍ'' نہیں بلکہ قرض کہلاتا ہے۔ اس خیال کو تسلیم کرنا ذرا مشکل دکھائی دیتا ہے کہ لفظ ''دَیْنٍ'' کے اندر ہی مدت متعین میں ادائیگی کرنا بھی شامل ہے کیونکہ آیت مبارکہ کے یہ الفاظ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى اس تصور کی نفی کرتے ہیں جس کے معنی متعین مدت کے ہیں۔ آیت مبارکہ میں تَدَا يَنْتُمْ بِدَيْنٍ مقررہ مدت کے تجارتی لین دین کے بارے میں ہے نا کہ قرضے کی دستاویز بنانے کے معنوں میں ہے۔ تَدَا يَنْتُمْ بِدَيْنٍ اگر إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى متعین مدت (credit) کی بنیاد پر ہے تو اسے لکھنے کا حکم دیا گیا لیکن اگر تَدَا يَنْتُمْ بِدَيْنٍ کی نوعیت یہ ہو

إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَٰرَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ

''سوائے حاضر تجارت جو تم اپنے درمیان (نقد) دست بدست کرتے ہو

فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا

تو اس میں کوئی حرج نہیں اگر تم اسے ضبط تحریر میں نہ لاؤ''

عام فہم بات ہے کہ إِلَّآ کے ذریعے چھوٹ کی نوعیت بنیادی بات سے ہی متعلق ہوگی نہ کہ اس سے ہٹ کر کسی بالکل مختلف شئے کے بارے میں۔ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى متعین مدت کیلئے کئے گئے تجارتی سودوں کے مقابلے میں جن تجارتی سودوں کے معاہدوں کو ضبط تحریر میں لانے سے استثناء دیا گیا ہے وہ حَاضِرَةً یعنی ہاتھ کے ہاتھ انجام پانے والے سودے ہیں۔ متعین وقت کے لئے تجارتی سودے کو لکھنا ضروری ہے لیکن جو تجارتی سودے (حاضر) ہاتھ کے ہاتھ کئے جاتے ہیں ان کے بارے میں کوئی حرج نہیں کہ نہ لکھے جائیں۔ یہ بات اس سے مزید واضح ہے کہ آیت میں کہا گیا ہے کہ اگر لینے والا ''سَفِيهًا بیوقوف، نادان، کم عقل'' ہے تو اس کا مختار تحریر لکھوائے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر سَفِيهًا کے معنی نادان اور بیوقوف ہی ہیں تو ایسے شخص کو قرضہ کون دے گا اور کیوں دے گا؟ اور سورۃ النساء کی آیت ۵ میں دی گئی ہدایت کے مطابق تو کسی بیوقوف شخص کو قرضہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ وہاں منع کیا گیا

ہے کہ اپنے اموال بیوقوفوں کے حوالے مت کرو بلکہ ان کے کھانے اور لباس کا انتظام کر دو۔ اس آیت میں سَفِیۡهًا کے ساتھ لفظ ضَعِیۡفًا کے استعمال سے بھی واضح ہے کہ بیوقوف کی نسبت آیت میں بات کے موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے معنی کم عمری کی بنا پر کاروباری ناتجربہ کاری ہیں۔

اشخاص کے مابین متعین مدت کیلئے طے پانے والے تجارتی سودے کے معاہدے کو ضبط تحریر میں کیسے لانا ہے؟

وَلۡيَكۡتُب بَّيۡنَكُمۡ كَاتِبُۢ بِٱلۡعَدۡلِۚ

''اور ایک کاتب تمہارے درمیان (طے پانے والے معاہدے کو) انصاف سے لکھے''

اس طرح واضح ہے کہ ایک مقام (تجارتی مرکز، دکان) پر کم از کم تین مرد موجود ہیں۔ اور اس معاہدے کو تحریری شکل دیتے ہوئے ایک چوتھا مرد بھی بطور گواہ وہاں موجود ہوگا اس طرح اُس مقام پر کم از کم چار مرد موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجارتی لین دین کے سودوں میں عورت کو بطور گواہ شامل کرنے کی اجازت کبھی کبھار پیش آنے والی ایسی صورت میں دی ہے جب لین دین کرنے والوں کو گواہی کیلئے اپنوں میں سے دو مرد دستیاب نہ ہوں۔ جب اپنے دو مرد دستیاب نہ ہوں تو فریقین باہمی رضامندی سے ایک مرد اور دو غیر عورتوں کو گواہ بنالیں۔

عورت پیکر عفت وحیا ہے۔ اس کی نفسیات کیا ہے؟ قرآنِ مجید نے بتایا

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ أُمَّةٗ مِّنَ ٱلنَّاسِ يَسۡقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمۡرَأَتَيۡنِ تَذُودَانِۖ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَاۖ قَالَتَا لَا نَسۡقِي حَتَّىٰ يُصۡدِرَ ٱلرِّعَآءُۖ وَأَبُونَا شَيۡخٞ كَبِيرٞ ٢٣ فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ ٢٤

''اور جب مدین کے پیاؤ پر پہنچے تو انہوں نے وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے دیکھا۔ اور ان کے علاوہ دو عورتوں کو (ریوڑ کو) روکے ہوئے پایا۔ انہوں نے ان سے پوچھا ''تمہارا کیا معاملہ ہے؟''۔ وہ بولیں ''جب تک چرواہے (ریوڑ) نہ لے جائیں ہم پانی نہیں پلاسکتیں۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے''۔ اس لئے انہوں نے ان کیلئے (ان کے جانوروں کو) پانی پلوا دیا اور پھر سائے کی طرف لوٹ گئے اور کہنے لگا ''میرے رب! جو بھلی شئے تو مجھے عنایت کرے میں اس کا حاجت مند ہوں'' (سورۃ القصص۔۲۳۔۲۴)

عورتیں ایسے کاروباری اور پبلک مقامات پر اکیلے جانا پسند نہیں کرتیں جہاں مردوں کی بھیڑ ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے پیاؤ پر مردوں کی بھیڑ

میں موجود دو عورتوں کو دیکھ کر ان سے ان کا مسئلہ پوچھ لیا۔ انہوں نے بات بتانے کے بعد یہ کہہ کر کہ ان کا باپ بہت بوڑھا ہے اجنبی کو یہ وضاحت بھی کر دی تھی کہ ان کا پیاؤ پر آنا ایک مجبوری ہے۔

فَجَآءَتۡهُ إِحۡدَىٰهُمَا تَمۡشِي عَلَى ٱسۡتِحۡيَآءٖ

''پھر ان دو عورتوں میں سے ایک حیا سے چلتی ہوئی اس کے پاس آئی

قَالَتۡ إِنَّ أَبِي يَدۡعُوكَ لِيَجۡزِيَكَ أَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَاۚ

اور بولی ''میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تا کہ اس کام کا جو آپ نے ہمارے لئے پانی پلا کر کیا ہے بدلہ دے''(حوالہ القصص۔۲۵)

ظاہر ہے کہ پیاؤ پر جانوروں کو پانی پلانے کیلئے دونوں بہنیں روزانہ آتی ہوں گی جو وہاں کے مردوں کیلئے ایک معمول کی بات تھی لیکن ایک اجنبی کے لئے معمول کی بات نہ تھی اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے عورتوں سے مردوں کی بھیڑ میں ان کی موجودگی کا سبب پوچھ لیا۔ اور اس آیت سے اس بات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے کہ بحالتِ مجبوری جب عورت کو گھر سے باہر اکیلی کسی غیر مرد کے پاس جانا پڑے تو شرماتی ہے۔ چرواہوں کی بھیڑ میں بھی روزانہ جانوروں کو پانی پلانے دونوں بہنیں پیاؤ پر آجاتی تھیں لیکن جب اکیلی آئی تو شرماتے، جھجکتے ہوئے آئی۔

عورت کی نفسیات یہ ہے کہ غیر اور اجنبی مردوں کے پاس کاروباری مقام پر تنہا جاتے ہوئے اسے حیا اور جھجک محسوس ہوتی ہے اس لئے کسی بھی عورت کو دوسروں کے کاروباری معاملات میں گواہ بننے پر راضی کیسے کیا جا سکتا ہے؟ عورت کو راضی صرف اس لئے ہونا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان مردوں اور عورتوں کیلئے حکم یہ ہے

وَلَا يَأۡبَ ٱلشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُواْۚ

''اور جب گواہوں کو بلایا جائے وہ انکار نہ کریں''

روشن خیال لوگوں میں سے کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے بتایا ہے کہ عورت میں حیا اور جھجک ہے۔ اس لئے یہ عورت کے حقوق (Human rights) کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہوتا اگر ایک عورت کو چار غیر مردوں کی محفل میں اکیلے بلا کر ایک ایسے تجارتی معاملے میں گواہ بننے کا حکم دیا جاتا جس میں اس کی ذاتی دلچسپی اور مفاد نہیں۔ اس قسم کے تجارتی معاملے میں دو عورتیں بھی گواہ بننے پر صرف اس بناء پر راضی ہوں گی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے ورنہ انہیں اس معاملے میں قطعی کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔

قرآن مجید نے یہ قطعی نہیں فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے۔ ''آدھی گواہی'' بے معنی الفاظ ہیں جو ایک تخیلاتی تصور کے ترجمان ہیں۔ گواہی ایک مرد کے برابر ایک عورت ہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مخصوص معاملے میں دو عورتوں کو گواہ کرنے کی وجہ خود بتائی ہے

أَن تَضِلَّ إِحْدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحْدَىٰهُمَا ٱلْأُخْرَىٰ

''اگران دونوں سے ایک غافل (عدم توجہ) ہو جائے تو ان دونوں میں سے دوسری تذکرہ کر دے''

گواہی ایک عورت ہی کی ہے۔ دوسری پہلی کی محض ساتھی ہے اور شہادت میں اس کا کردار اس نکتے تک محدود ہے کہ اگر گواہی دینے والی عورت کسی بات کے متعلق غافل ہو، بھول جائے تو دوسری اس سے اس کا ذکر کر دے، یاد دلا دے۔ گواہی لینے والی عدالت کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلی عورت کی اپنی صوابدید پر ہے کہ دوسری عورت کی بات کو تسلیم کرے یا رد کر دے۔ عدالت اس معاملے میں دخل اندازی کرے گی تو شہادت بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔ دوسری عورت نے گواہی کے کٹہرے میں عدالت کو گواہی پیش نہیں کرنی بلکہ صرف کوئی بات بھول جانے کی صورت میں ساتھی عورت کی مدد کرنا ہے۔

قانونی طور پر ایسے لین دین میں بنیادی شہادت اور حیثیت (Primary Evidence) تحریری دستاویز کی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

أَقْوَمُ لِلشَّهَـٰدَةِ

''(تحریری دستاویز) شہادت کیلئے زیادہ ٹھوس اور سیدھا (ثبوت) ہے''۔

اور معاہدے کو دستاویزی شکل دینے کی دوسری غایت یہ بیان ہوئی ہے

وَأَدْنَىٰٓ أَلَّا تَرْتَابُوٓا۟

''تا کہ تمہارے اشتباہ میں پڑنے کا امکان کم ہو جائے''

لیکن اگر اس کے باوجود وقت گزرنے پر فریقین معاہدے کے بارے میں اشتباہ اور اختلاف میں پڑ جائیں اور متضاد دعوی کریں تو پھر معاملہ عدالت میں جائے گا اور گواہوں کو بلانے کی نوبت آئے گی۔ اگر دو تاجر مرد ایک کاتب کے ہاتھوں لکھی ہوئی کاروباری دستاویز کے متعلق اشتباہ کا شکار ہو کر اختلاف کر سکتے ہیں اور بات عدالت تک لے جا سکتے ہیں تو جس کی اس معاملے میں نہ تو ذاتی دلچسپی ہے اور ضروری نہیں کہ کاروباری پیچیدگیوں کو بھی سمجھتی ہو اُس عورت کے لئے معاہدے کی شقوں کے بارے میں کسی بات سے غافل ہو جانا کیا انوکھی بات تصور کی جا سکتی ہے؟

آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ سے کھینچ تان کر بھی یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ''یہ ایک مرد کے مقابلے میں دو عورتوں کو مقرر کرنے کی علت وحکمت ہے یعنی عورت عقل اور یادداشت میں مرد سے کمزور ہے''۔

اگر معاہدے کے متعلق کسی ایک بات پر عدم توجہ کی بناء پر یہ کہنا جائز ہے کہ عقل و یادداشت میں عورت مرد سے کمزور ہے تو پھر اس معاہدے میں ملوث ان فریقین مردوں کے متعلق یہ کہنا بھی کیا جائز نہ ہوگا کہ ان کے پاس عقل نام کی چیز تھی ہی نہیں کہ سوچ سمجھ کر اور ضبط تحریر میں لائے ہوئے سودے کے بارے میں سب کچھ بھول گئے اور اسے مقدمہ بنا کر عدالت میں لے گئے؟

کیا عقل اور یاداشت میں عورت مرد سے کمزور ہے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان یہ ہے

وَلَقَدْ عَهِدْنَآ إِلَىٰٓ ءَادَمَ مِن قَبْلُ فَنَسِىَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُۥ عَزْمًا ﴿١١٥﴾

''اور اس سے قبل ہم نے آدم کو بھی عہد دیا تھا۔ پھر وہ بھول گئے اور ہم نے اس میں اس کیلئے ارادہ موجود نہیں پایا'' (طٰہٰ۔۱۱۵)

آدم علیہ السلام کے متعلق کہا فَنَسِیَ جو واحد مذکر غائب، ماضی معروف ہے ''پھر وہ بھول گیا''۔ ہر بات کیلئے عورت کو مورد الزام ٹھہرانے والوں کیلئے جائے غور ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی پہلی بھول کو صرف مرد سے منسوب کیا ہے اگرچہ ابلیس نے وسوسہ دونوں کے دل میں ڈالا اور اس درخت کو چکھا بھی دونوں نے تھا

وَعَصَىٰٓ ءَادَمُ رَبَّهُۥ فَغَوَىٰ

''اور آدم نے اپنے رب کے حکم سے لغزش کی سو وہ دھوکا کھا گیا'' (حوالہ طٰہٰ۔۱۲۱)

یہ بھی جائے غور ہے کہ اللہ رب العزت نے انسان کی پہلی لغزش اور دھوکا کھانے کو صرف مرد سے منسوب کیا ہے۔

قرآنِ مجید نے معاملات کی نوعیت کے مطابق قانون شہادت اور انداز شہادت کو ہمارے لئے طے کر دیا ہے۔ بعض معاملات میں دو مردوں کی گواہی اور بعض میں چار گواہوں کی موجودگی شرط ہے۔ اور ایک معاملے میں ایک مرد (خاوند) کی گواہی کو ایک عورت (بیوی) کی گواہی بے اثر کر دے گی۔ اس لئے ان باتوں سے یہ نتیجہ نکالنا بے معنی ہے کہ عورت عقل میں کمتر ہے یا دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں۔

مرد اور عورت کے مابین برابری کی بجائے فرق کیسے ہوسکتا ہے جب دونوں ایک دوسرے کیلئے زوج ہیں اور دونوں کے وجود کی بنیاد ایک ہے؟ انسان کی ابتدا کے متعلق بتایا

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ

''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان (نفس واحدہ) سے پیدا کیا

وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً

اور اسی جان سے اس کا جوڑا (بیوی) بنایا اور ان دونوں (کے باہمی اختلاط) سے بہت سے مرد و عورت دنیا میں پھیلا دیئے''

دونوں ایک دوسرے سے منفرد ہیں۔ یہ کہنا بے معنی بات ہے کہ دن رات سے بہتر ہے یا رات دن سے بہتر ہے۔ ان دونوں کی اپنی انفرادیت ہے اور اپنا اپنا کام اور مقصد۔ اللہ تعالیٰ کے مختص بندوں یعنی نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانے سے جنت ملے گی۔

أُعِدَّتۡ لِلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۚ

''اسے ان کیلئے وجود پذیر کیا گیا ہے جو اللہ اور رسولوں پر ایمان لائے'' (حوالہ الحدید۔۲۱)

کیا عام مردوں اور عورتوں کے مابین کوئی فرق ہے؟ سورۃ النساء کی آیت ۱۲۴ تو فرق ظاہر نہیں کرتی

وَمَن يَعۡمَلۡ مِنَ ٱلصَّٰلِحَٰتِ مِن ذَكَرٍ أَوۡ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤۡمِنٞ فَأُوْلَٰٓئِكَ يَدۡخُلُونَ ٱلۡجَنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُونَ نَقِيرٗا ﴿١٢٤﴾

''اور جو کوئی بھی، مرد ہو یا عورت، اعمال صالح کرے لیکن وہ ہوں بھی مومن تو ایسے لوگ جنت میں داخل ہوں گے اور ان پر تل برابر ظلم نہ ہوگا''

کائنات اور موت وحیات کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟

لِيَبۡلُوَكُمۡ أَيُّكُمۡ أَحۡسَنُ عَمَلٗاۗ

''تا کہ تم (مردوں عورتوں) کو آزمائے (ظاہر کرے) کہ تم میں کون عمدہ عمل کرتا ہے'' (حوالہ ھود۔۷)

عمل علم اور عقل کا مرہون منت ہے کہ عمل یا داشت میں محفوظ علم کو بیان اور حرکت میں ڈھالنے کا نام ہے۔ اس لئے عورت کو عقل و یا داشت میں کمزور تصور کرنا مقصد تخلیق کائنات سے ہم آہنگ نہیں۔ عورت کی تخلیق بھی احسن تقویم پر ہے (حوالہ التین ۔۴)۔ ناقص العقل بننا انسان کا اپنا فعل ہے چاہے کوئی مرد ہو یا عورت اور پھر وہی کہیں گے کہ اگر عقل استعمال کرنے والے ہوتے تو آج اصحاب السعیر میں نہ ہوتے (حوالہ الملک ۔۱۰)۔